سلسلہ خطبات جمعہ　　شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

استقلال واستقامت کی اہمیت وبرکات

(۲)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ عزوجل اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ○ (حم سجدہ)

ترجمہ: تحقیق جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے (اور) پھر اسی پر قائم رہے ان پر اترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ تھا' ہم تمہارے دوست (رفیق) دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں (یعنی جنت میں) موجود ہے جو تمہارا نفس چاہے اور تمہارے لئے (ہر وہ شی ہے) جو کچھ مانگو (تمہارے لئے) مہمانی ہے اس بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

استقامت کا حکم:

وقال اللہ عزوجل فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَکَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّہٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ (سورۃ ھود)

ترجمہ: آپ سیدھے (راہ) اور استقامت سے چلئے جیسا کہ حکم ہے اور جس نے توبہ مانگی آپ جیسے اور حدود سے تجاوز نہ کرو کیونکہ اللہ یقیناً تمہارے امور کو دیکھتا ہے۔

وقتی جوش وخروش:

محترم حاضرین! گزشتہ ہفتہ عرض کیا تھا کہ جو مرد وزن اللہ کے ایک ہونے' عبادۃ صرف اسی کے لئے کرے' اسی کو دینے والا اور نہ دینے والا مان کر پھر اسی وعدہ واقرار پر آخر تک قائم رہے اس عہد کے نبھانے کے دوران جانی' مالی ہر قسم نقصان ورکاوٹ کی پرواہ نہ کرے وہی مسلمان اپنے عہد میں سچا اور دنیا وآخرت میں اللہ کی طرف سے ذکر کردہ انعامات کا مستحق ہوگا۔ گویا اصل چیز استقامت اور اس کے ساتھ دوام ہے کہ جو وعدہ رب سے کرلیا ہے اس پر قوت سے نہ صرف ڈٹا رہے بلکہ اس اقرار کے جو تقاضے ہیں ان کی ادائیگی کے لئے ہر وقت کمربستہ بھی رہے صرف وقتی جوش وخروش کافی نہیں کہ واعظ سے ایک دینی عمل کے اجر وثواب کا سن کر چند لمحات یا دنوں کے لئے اس پر کاربند رہا مگر وقت گزرنے کے

ساتھ نہ وہ پہلا والا شوق رہا اور نہ دینی کاموں میں مسارعت و مسابقت کی تحریک۔ آئے دن آپ دیکھتے ہیں کہ دنیاوی امور میں بھی اگر استقامت کی رعایت نہ ہو تو انسان دنیا کے کاموں میں بھی ناکامی سے دوچار ہوتا ہے' مثلاً ایک دن جوش میں آکر زندگی گزارنے کے جو اسباب اور شعبے ہیں کسی ایک سے منسلک ہونے کا ارادہ کیا مگر عزم میں پختگی' ہمت اور استقامت سے محرومی کی وجہ سے معمولی تکلیف و نقصان کے تصور سے مختصر عرصہ میں ارادہ بدل کر پہلے سے تیار کردہ منصوبوں کو لپیٹنے کے بعد دوسرے شعبہ کے تلاش میں لگ جاتا ہے اور پھر دوسرے مرحلہ میں بھی یہی غیر مستقل مزاجی' حالانکہ معمولی عقل و دانش والا انسان بھی جانتا ہے کہ دنیا کے ہر کام میں پہلے روز سے سکون و راحت اور منافع کا حاصل ہونا کسی کے بس میں نہیں۔ کامیابی کے لئے کئی نقصانات و شدائد کا سامنا کرنے کے بعد ہی فوائد ملنے کا احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔

دستور حیات:

جب اس فانی' عارضی اور مختصر عرصہ حیات کا یہی دستور ہے تو پھر موت کے بعد دائمی اور نہ ختم ہونے والی زندگی کے بارہ میں کیسے یہی سمجھا جائے کہ بس ایک دفعہ اللہ کی وحدانیت اور رسول ﷺ کی رسالت کا اقرار ہی نجات کے لئے کافی ہے۔ عمل اور اس راہ میں قربانیوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس غلط و باطل عقیدہ کے بطلان کے لئے رب کائنات نے قرآن میں اور آنحضرت ﷺ نے اپنے فرمودات میں جگہ جگہ صراحت سے فرمایا کہ جو اقرار کیا اس پر قیامت تک قائم رہو امام ترمذیؒ نے آپ کا ارشاد ذکر فرمایا: قل آمنت باللہ ثم استقم

یعنی کہہ دو کہ میں ایمان لایا اللہ پر اور پھر اس پر اس فانی زندگی کے ختم ہونے تک قائم رہو۔

مقصد عظیم کے لئے قربانیاں:

محترم حاضرین عزم و استقلال کے پیکر رسول عربی محمد الرسول اللہ ﷺ نے جن مصائب کو پامردی سے برداشت کرنا پڑا اس کے چند واقعات گزشتہ وعظ میں بیان کر چکا ہوں' اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کو احساس ہے کہ ہر انسان کے لئے وطن' مال' اہل و عیال کتنے عزیز ہوتے ہیں ان تمام چیزوں کو اپنی دنیوی عیش و آرام اور زندگی کے بقاء کا ذریعہ سمجھتا ہے' لیکن آنحضرت ﷺ کے ملحوظ خاطر یہ امور نہ تھے بلکہ ان کا مطمح نظر ایک بلند اور عظیم مقصد تھا کہ گمراہ لوگوں کو دین متین کے راہ پر چلا کر انسان کی پیدائش کا حقیقی مقصد دین اور ملت کی روشنی میں پھیلایا جائے' اسی اعلیٰ و ارفع مقصد کے حصول کی خاطر تن' من دھن اور اعزہ و اقارب کو خیر آباد کہہ کر ہجرت کی راہ اپنائی' کفار مکہ نے جب محسوس کیا کہ مدینہ کے چند لوگوں کی جن کی تعداد چھ یا آٹھ تھی' نے آنحضرت ﷺ کا پیغام حقانیت سن کر اسلام لائے اور اسلام کی محاسن سے متاثر ہو کر مدینہ کے ہر گھر میں اسلام کی پذیرائی اور قبولیت کے چرچے شروع ہو گئے۔

نامور قبائل اور ان کی شاخوں میں مسلسل مرد و زن آفتاب نبوت کی روشنی سے مستفید ہوئے' مکہ سے جلیل القدر صحابہؓ کی

ایک معتد بہ تعداد مدینہ طیبہ کے لئے رخت سفر باندھ کر عازم یثرب ہوگئے۔ اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں روز افزوں اضافہ سے کفار مکہ مزید سیخ پا ہو کر مسلمانوں کو ہجرت سے روکنے کیلئے ان پر ظلم وستم کے مزید حربے آزمانے لگے۔ کفار کو خوف تھا کہ مسلمان مجتمع ہو کر خرافات پر ان کے مبنی عقائد کے خاتمہ کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں۔ مگر مسلمان ان کے شدائد کو برداشت کرنے کے ساتھ اپنے مال وجان اور آبرو کی سلامتی کو عزم واستقامت سے اللہ کی راہ میں قربان کرکے ہجرت کرتے رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اکثر مشاہیر صحابہ مکہ چھوڑ گئے ماسوائے چند صحابہ جیسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ جو اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ پر نچھاور کرنے والے حضور کی رفاقت اور حفاظت کے لئے مکہ میں رہ گئے۔ مکہ کے کفار اپنے کفر وگمراہی کے گھمنڈ میں شدید انتقام لینے پر کمربستہ ہوگئے۔

ناپاک عزائم کی ناکامی:

قصیٰ بن کلاب کی سربراہی میں ان خبیث سرداران مکہ جن میں عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور امیہ بن خلف وغیرہ جیسے لوگ تھے، سرکار دوعالم کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ تفصیلی واقعہ آپ سنتے رہتے ہیں۔ کفار شہادت کے منصوبہ پر عمل کر رہے ہیں، تدبیر کفار کی تھی مگر تقدیر اللہ کے ہاتھ میں تھی، اور ہمیشہ رہے گی۔ اپنے وعدہ **واللہ یعصمک من الناس** "اللہ تجھ کو بچالے گا لوگوں سے" کی لاج رکھتے ہوئے رب العالمین نے ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا کر اپنے رفیق غار حضرت ابوبکرؓ کی معیت میں بحفاظت دشمنوں کے حصار سے نکال کر یثرب یعنی مدینہ منورہ پہونچ گئے۔ مکہ سے مدینہ تک صبر آزما اور کٹھن سفر کے دوران جو محیر العقول واقعات اور صعوبتوں سے واسطہ پڑا وہ اسلامی تاریخ اور سیرۃ رسول ﷺ کا حصہ بن کر روز محشر تک کلمہ گو مسلمانوں کے عبرت کیلئے بے شمار تعلیمات واحکامات پر عمل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ خصوصاً یہ کہ جو مسلمان دل وجان سے اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرلے تو اس راہ میں اگر گھر، مال اولاد غرض اپنی محبوب ترین چیز کو ترک کرکے ہجرت کرنا پڑے تو ہر قسم کی قربانی دے کر عزم سلیم، استقامت اور جوانمردی کا مظاہرہ کرکے اپنے صحیح، کامل مومن ہونے کا ثبوت دیا جائے، یہ نہ ہو کہ مصلحت اور مفادات کو مدنظر رکھ کر اسلام کے ایک ایک حکم کی نعوذ باللہ توہین وپامالی پر صرف نظر کیا جائے پھر بھی دعویٰ مسلمانی اور رحمۃ للعالمین کے رسول ماننے کا ہو۔

قرآن مجید کی بے حرمتی:

محترم سامعین! کئی دنوں سے عالم کفر مسلمانوں کے عظیم پیغمبر، اس پر نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید، اسلامی شعائر مسلمانوں کی عبادت گاہوں وغیرہ کی سرعام توہین کی جارہی ہے۔ اول تو پوری امت مسلمہ بے حس اور ان کے حکمران کفار کے آلہ کار بن کر مسلم دنیا کے مسلمانوں کو ڈرا رہے ہیں کہ کفار کے ان ناپاک عزائم کے خلاف اگر احتجاج بھی کیا گیا تو ان ممالک میں لاکھوں مسلمان جو روزی کمارہے ہیں ان کا کیا بنے گا، گویا ان کے نزدیک رزق دینے والا (نعوذ باللہ) رب العالمین نہیں بلکہ ہر ایک نے جو مصنوعی اور جعلی آقا کا انتخاب کیا ہے وہی ان کو رزق ودولت دینے

والا ہے ان دیار غیر میں رہنے والے سادہ لوح مسلمان بھی رزق ومال سے محرومی کے خوف سے اپنے اپنے ہم وطنوں کو اور پاکستان میں موجود بعض روشن خیال برملا اور بعض دبے الفاظ میں چشم پوشی اور مداہنیت کا درس دیتے رہتے ہیں۔

ایک چلو پانی میں ڈوبنے کا مقام ہے کہ جس اللہ اور رسول پر ہم ایمان لانے کے دعویدار ہیں انہوں نے ہمیں اسلام اور ایمان کے راہ میں بھوک وافلاس، شدید تر اذیتوں کے موقع پر جس عزم واستقامت اور مقابلہ کا حکم دیا ہے ہم کس حد تک اس پر عمل کررہے ہیں۔

دفاع دین:

ہمیں ہر صورت میں اپنے دین پر قائم رہ کر اس کی تعلیمات واحکامات کا علم بلند کرنا ہوگا خواہ کتنی بمباری، قتل، سزا اور امدادوں کی بندش کی دھمکیاں دی جائی۔ چٹان کی طرح اپنے وحدت الٰہی اور رسالت مابﷺ کی حقانیت کا عقیدہ سینوں سے لگا کر ان کا دفاع کرنا ہے۔ حفاظت دین کا وعدہ تو اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے مگر ہمیں بھی مسلمان ہونے کے ناطے اپنے عزم ہمت اور استقامت کو بروئے کار لانا ہے، صرف دعوات سے کام نہیں چلے گا۔ دعوات کی قبولیت اور ظہور تب ہوگا کہ مسلم امہ بھی اپنے اسلاف کے نمونے کو اپنا کر راہ حق میں ہر قسم کی رکاوٹوں کی ہمت، استقلال سے سیسہ پلائی دیوار بن کر مقابلہ کریں۔

قرآنی واقعات میں سبق

گزشتہ انبیاء ان کے ساتھیوں کو جن اذیتوں کے طوفانوں سے گزرنا پڑا اور ان کے ہمت واستقامت کے جو واقعات آنحضرتﷺ نے امت مسلمہ کے سامنے پیش فرمائے جو انتہائی دردانگیز اور سبق آموز ہیں۔ ان کا مقصد صرف تاریخ کا بیان اور قصہ گوئی نہیں بلکہ اپنی امت کے سامنے حضورؐ کے ان احکامات اور حالات کے بیان کرنے کا جو اثر آپ کے قابل احترام ساتھیوں پر ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ خود مالک کائنات رب العالمین نے بھی ان مصائب ومشکلات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ○ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ (سورۃ عنکبوت) " کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم لوگ ایمان لاکر چھوٹ جائیں گے اور ان کو آزمایا جائے گا اور ہم نے آزمایا ہے ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے (اور یہ آزمائش اس وجہ سے ہوئی) کہ اللہ معلوم کرے ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور جو جھوٹے ہیں"

جنت بغیر آزمائش کے:

سورۃ بقرہ میں ارشاد ہے: جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کیا تم کو یہ خیال ہے جنت میں دخول سے حقدار بن جاؤ گے۔ جبکہ تم پر تمہارے وجود میں آنے سے پہلے موحدین پر جو سخت احوال آئے وہ مصائب نہ آئیں۔ جن کو ایسی سختیاں اور تکالیف

پہنچتی رہیں ایسی اذیت ناک مظالم سے گزرنا پڑا کہ ایمان لانے والے حضرات اپنے رسول کے سامنے یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی۔ (اللہ نے فرمایا) میری مدد تمہارے قریب ہے۔ ان کی اسی استقامت کے نتیجہ میں جلد وہ وقت آیا کہ ان کے دشمن اللہ کے گرفت میں آگئے اور ان کا نام نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

آسمان ہدایت کے ستارے:

محترم حاضرین! حضرت نوحؑ نے قریباً ساڑھے نو سو سال توحید کا جھنڈا بلند کرنے کی جدوجہد کی۔ مگر آخر تک وہ اکیلے اس دعوت کے داعی رہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے اس راہ حق میں ساتھ دینے کے لئے ملک کے چپے چپے میں انصار واعوان کی تلاش کی۔ ماسوائے چند ساتھیوں کے کسی نے ان کی تائید نہ کی۔ لیکن آقائے نامدار رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ صرف حجۃ الوداع کے موقع پر قریباً تیرہ ہزار جانثار صحابہ شریک سفر ہونے کے لئے تیار ہوئے۔ جب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو انصار واعوان کی تعداد لاکھوں سے بڑھ چکی تھی۔ ان مقدس صحابہؓ کے بے پناہ مصائب کو برداشت کرنے اور قربانیوں کا صلہ دنیا میں یہ ملا کہ آپؐ کے ذات گرامی اور نور ہدایت سے جو لوگ منسلک رہے وہ اب تک اسی آب تاب سے چمک رہے ہیں اور آسمان ہدایت کے ستاروں کی طرح ان کی ایمانی وروحانی چمک تا قیامت باقی رہے گی۔ ہر ایک نے اپنی جگہ رہنما کی حیثیت حاصل کرلی۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے **اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھدیتم** میرے صحابی ستاروں کے مانند ہیں جن کے نقش قدم پر چلو گے، ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار ہوگے۔

حالانکہ اسلام کے ابتدائی دور میں آنحضرت ﷺ کے صحابہ اس قدر غربت وناداری کا شکار تھے کہ کبھی تو یہ خطرہ لاحق ہوجاتا کہ مسلمانوں کی یہ مختصر تعداد کہیں دوبارہ مرتد ہونے کی راہ اختیار نہ کریں۔ ان کے مخالفین کے پاس لالچ وترغیب کے تمام وسائل موجود تھے مگر ان پاکباز شخصیات نے اپنے قوت ایمانی اور استقامت سے کفار کے کسی چیز کو اثر انداز ہونے نہ دیا اور راہ حق سے ہٹانے کے تمام حربوں کو حقارت سے ٹھکرا دیا۔ کفار کے تشدد اور شیطانی مکاریوں کا اس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ روز آخرت تک مٹی کے اس دھرتی پر فقید المثال ریکارڈ قائم کئے۔ مشرف بہ اسلام ہونے سے پہلے جب حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا کہ اس کی بہن مسلمان ہوچکی ہے اتنا شدید مارا کہ اس کا پورا بدن خون سے تر بتر ہوا لیکن اس ناتواں صنف نے اس ہمت اور استقامت سے بھائی کو بتا دیا کہ جو کچھ کرنا ہے کرو میں اسلام نہیں چھوڑ سکتی۔

حضرت خبابؓ کا واقعہ:

اللہ، رسول ﷺ اور اس کے بتائے ہوئے دین سے محبت ہی کا اثر تھا کہ حضرت خبابؓ بن ارت کے بقول اسلام لانے کے جرم میں اسلام دشمنوں نے ہم پر تکالیف اور اذیتوں کی انتہا کردی، حتیٰ کہ ایک دفعہ زمین پر کوئلے جلا کر ان کو چت لٹا کر ایک بدبخت ان کے سینے پر پاؤں رکھ کر نیچے دباتا رہا، پیٹھ کے نیچے پڑے انگارے (خون کے رسنے کی وجہ سے) ٹھنڈے ہوگئے۔ مدتوں بعد جب حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ کی پیٹھ کھول کر دیکھی تو ظلم وکرب کی لرزانے

والی نشانیاں ان کی پشت پر موجود تھیں۔

عزم وہمت کے سپوت:

محترم حاضرین! یہ کسی ڈائجسٹ یا فرضی کہانیوں سے بھری کتاب کے دروغ گوئی پر مبنی واقعات نہیں بلکہ احادیث رسول ﷺ پر مشتمل قرآن کے بعد نیلے آسمان کے نیچے صحیح ترین کتاب بخاری شریف میں حق وسچائی پر مبنی واقعات ہیں۔

حضرت بلالؓ جو اسلام کے نور ہدایت سے روشنی حاصل کرنے حبشہ سے آئے تھے، مگر قریش کے ظلم وکفر کی چکی میں اسے سبق دینے کے لئے جلتی اور گرم آگ پر لٹانے کے بعد بھاری چٹانیں ان سے سینہ پر رکھ دی جاتیں، زمین پر گھسیٹتے رہے۔ظالموں کی اس سے دشمنی صرف یہی تھی کہ وہ اسلام سے مالا مال ہوا۔زمین پر گھسیٹتے ہوئے کفار یہی کہتے اسلام ترک کردو اللہ کو وحدہ لاشریک کو ماننے کی بجائے ہمارے ساتھ کفر وشرک میں شامل ہو جاؤ مگر عزم وہمت کا یہ عظیم سپوت احد احد اللہ ایک ہی ہے کا نعرہ بلند کرتے رہے۔

جان چلی جائے مگر نبی ﷺ کے تلوے میں کانٹا نہ چبھے

حضرت خبیبؓ کو آنحضرت ﷺ نے دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔عاصم بن ثابت الانصاریؓ کی امارت میں کل گیارہ مبلغ تھے۔مکہ کے قریب بنی لحیان قبیلہ کے سو مسلح کافروں نے ان کو گھیرا۔سات مجاہد اسی جگہ شہید ہو کر مرتبہ عالیہ پر فائز ہوئے ان بچنے والوں میں حضرت خبیبؓ بھی تھے۔اسے غلام بنا کر حارث بن عامر جسے خبیب نے معرکہ بدر میں واصل جہنم کیا تھا کے بیٹوں نے خریدا۔حارث کے بیٹے عقبہ اسے اپنے گھر لائے۔ہاتھ پیروں کو زنجیروں میں جکڑ دیا۔روح کو تڑپا دینے والے مظالم کا نشانہ کئی مہینے بناتے رہے آخر کار قتل کرنے کا پروگرام بنا کر حرم کے نزدیک مقام تنعیم میں ایک درخت پر سولی پر لٹکایا۔سولی پر چڑھانے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنے کی فرمائش کی۔نماز پڑھ کر سولی کی طرف روانہ ہوئے زبان مبارک پر جو الفاظ تھے ان کا خلاصہ یہ کہ ’’یا اللہ تو ان کو شمار کر دے اور ان کو ایک ایک کر کے قتل فرما اور ان میں کسی کو زندہ نہ چھوڑ‘‘ ایک شقی القلب نے سولی پر ہی جگر کو پھاڑ کر پوچھا کیا تم اب یہ پسند کرو گے کہ تمہارے بدلے اس جگہ محمد ﷺ ہوتے اور تم اس اذیت سے بچ جاتے۔محترم حضرات اس عاشق رسول کا جواب سنئے ’’میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں بچ جاؤں اور اسکے بدلے نبی کریم صلعم کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھ جائے۔‘‘ اس موقع پر اسے اسلام ترک کرنے کی صورت میں زندہ رہا کرنے کی آفر ہوئی۔جواباً فرمایا خدا کی قسم تمام دنیا کی امارت اور خزانے بھی پیش کریں پھر بھی اسلام چھوڑنا میرے لئے محال ہے ان ایمان اور عزت سے عاری کم بختوں کو ہر طرف سے مایوسی ہوئی۔ عقبہ نے پھندا کھینچ کر اسلام کے اس غیرت مند اور استقامت سے معمور بندہ خدا کو شہید کر دیا۔

جرأت وہمت کے پہاڑ: اسی طرح کئی جلیل القدر صحابہؓ نے آنحضرت ﷺ کی رسالت کے عقیدے پر تادم

آخرانتہائی عزم واستقلال سے قائم رہ کر اس راہ میں آنے والے ہر اذیت' مالی نقصانات وہر فساد ورغبت خندہ پیشانی سے قبول کر کے کلمۃ اللہ کے سربلندی کا ذریعہ بنے۔ دین حقہ کے راہ میں حائل دیواروں اور رکاوٹوں کا مقابلہ صحابہؓ کے بعد تابعین، تبع تابعین، اولیاء اللہ، محدثین مجتہدین دین اور علمائے حق نے ہر دور میں جرأت' ہمت سے کر کے اسلام کا جھنڈا بلند رکھا۔ جن میں سے ہر ایک کا کارنامہ بیان کرنا اس مختصر وقت میں ناممکن ہے کبھی کبھی اپنے اکابر کی کارناموں سے روشناس ہونے کیلئے مستند اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا کریں۔

ائمہ مجتہدین کی استقامت: محترم سامعین! علماء اور طلباء کو معلوم ہے امام احمدؒ جو کہ بلند ہمتی، جفاکشی اور غیر معمولی حافظہ کے مالک تھے' ان کو دس لاکھ احادیث یاد تھیں نے اپنی ذکاوت کی وجہ سے امام شافعیؒ سے اجتہاد واستنباط کے اصول سیکھ کر نامور مجتہدین میں ان کا شمار ہے امام شافعیؒ بھی ان کے ذکاوت، قابلیت اور فہم کے معترف اور قدردان تھے آخر تک فتنہ خلق قرآن پر ڈٹے رہے۔ مامون اور اسکے بعد اس کے حواریوں نے اس عظیم فقہی امام پر خالص علمی اور مذہبی مسئلہ پر اپنے راستے کو تبدیل کرنے کیلئے بے شمار مظالم کئے امام احمدؒ کو جیل میں ہاتھ و پیر باندھ کر اسی حالت میں ان سے اس مسئلہ پر مناظرہ کیا۔ لیکن امام اپنے عقیدہ پر مزید استقامت سے قائم رہے۔ معتصم کے حکم پر امام کو ۲۸ کوڑے سزا دی گئی۔ اس ظلم وستم کی عظیم داستان ہے جو امام احمدؒ نے دین حقہ کے حقانیت کی خاطر برداشت کی تفصیل آئندہ کبھی عرض کرونگا مگر استقامت کے اس عظیم پہاڑ کو کوئی صراط مستقیم سے نہ ہٹا سکا۔ دور جانے سے پہلے اپنے قریبی دور یعنی فرنگی استعمار نے برصغیر پاک وہند سے (نعوذ باللہ) اسلام کو مٹانے کی جو ناپاک منصوبے بنائے علمائے حق خصوصاً علماء دیوبند نے ان کے ناپاک سیلاب کے سامنے بند باندھ کر ان کو ہندوستان سے بھگا کر ایک چھوٹے علاقہ میں محدود کر دیا جبکہ اسلام اور مسلمانی میں آئے روز اضافہ ہو رہا ہے۔

ایفاء عہد کا اہتمام محترم حضرات! ایسے باہمت، بے نظیر ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کرنے والے اللہ کے برگزیدہ بندوں کیلئے ہر دو خطبات کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت میں بشارت ہے کہ جن خوش نصیبوں نے دل سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر کے مرتے دم تک پائے ثبات میں نہ لغزش آئی اور نہ تبدیلی ان کی تسلی اور اطمینان کے لئے جب یہ نیک بخت قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ فرشتے رب العزت نازل فرما کر ان کو نجات اور جنت کی بشارت دیں گے نیز ارشاد ہوگا کہ اب خوف وڈرنے کا خطرہ باقی نہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تمہارے لئے خوشی' آرام وعیش ہوگا اور جس جنت کے تم سے وعدے کئے گئے تھے ان وعدوں کی تکمیل ہوگی جو خواہش دل میں ہوگی فوراً پوری ہوگی ہم دنیا میں بھی تمہارے ممد ومعاون رہے اور آخرت میں بھی تمہارے شفاعت اور اعزاز واکرام کا بندوبست کریں گے۔ رب کائنات مجھے اور آپ سب کو اللہ کی وحدانیت اور رحمۃ دو عالم ﷺ کی رسالت کا حقیقی اقرار اور اس دعوی پر استقامت سے قائم ودائم رہنے کی توفیق اور اس آیت کریمہ کا مصداق بنا دیں۔ آمین